محمد عبیداللہ خاں صاحب عفیفؔ

عقیقہ اور قربانی کی شرعی حیثیت

قسط ۲

بسلسلہ

کیا اسلام میں قربانی جائز ہے

قربانی بالاجماع مشروع عمل ہے (مغالطہ ۲۸ پروفیسر رفیع اللہ شہاب لکھتے ہیں۔ اس نظریہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیقہ کو منسوخ کہنے کی وجہ سے عید الاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کے متعلق کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

جواب :۔ پروفیسر صاحب اور ان کے ہم مشربوں کو قربانی کی مشروعیت کے بارے میں کوئی غلط فہمی پیدا ہو گئی ہو تو اور بات ہے کہ تحقیق گوہدہ حضرات نے انکار سنت کی راہ ہموار کرنے کے لیے اسلام کے ان مسائل واحکام میں بھی تشکیک پیدا کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے جن میں مسلمانوں کے درمیان ابتداء سے لے کر آج تک اتفاق موجود ہے۔ گویا ان حضرات کے نزدیک دین کی اصل خدمت اور ملت اسلامیہ کی صحیح خیر خواہی بس یہ رہ گئی ہے کہ متفق علیہ مسائل کو بھی کسی نہ کسی طریقے سے اختلافی بنا دیا جائے ۔ اور دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہ چھوڑا جائے جس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہو کہ سب مسلمانوں کے نزدیک یہ اجماعی مسئلہ ہے۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ خوش قسمتی سے قربانی کا مسئلہ بھی انہی متفق علیہ مسائل میں سے ہے ۲ھ کی پہلی عید الاضحیٰ سے آج تک مسلمان اس پر متفق چلے آرہے ہیں۔ اسلامی تاریخ کی پوری چودہ صدیوں میں آج تک اس کے مشروع مسنون اور شعار اسلام میں سے ہونے میں پوری امت متفق ہے۔ اس میں آئمہ اربعہ اور فقہاء، محدثین متفق ہیں۔ مجتہدین متفق نظر آتے ہیں۔ شیعہ اور سنی متفق ملتے ہیں حتیٰ کہ آج کے تمام اسلامی فرقے بھی اس کی مشروعیت پر اتفاق رکھتے ہیں۔ چند تصریحات ملاحظہ فرمایئے۔

اقوال ائمہ :۔ (۱) علامہ یحییٰ بن محمد ابن ھبیر حنبلی متوفی ۵۶۰ھ تصریح فرماتے ہیں۔ واتفقوا ان الاضحیۃ مشروعۃ باصل الشرع ۔الافصاح علی مذاہب الاربعۃ ج ۱ ص ۳۰۵۔ کہ ائمہ اسلام کا اتفاق ہے کہ اصل شرع کی رو سے قربانی مشروع عمل ہے

(۲) شیخ الاسلام حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں۔ متوفی ۸۵۲ھ ولاخلاف فی کونہا من شرائع الدین

الخ فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱۰ص ۲ - ائمہ اسلام کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ قربانی شرائع دین میں سے ہے۔

۳ - امام محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں ولا خلاف فی کونہا من شرائع الدین۔ نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۲۶ کہ اس بارے میں امت میں کوئی اختلاف نہیں کہ قربانی شرائع دین میں سے ہے۔

۴ - شیخ اسماعیل انصاری فرماتے ہیں ولا خلاف انہا من شعار الدین۔ الالمام شرح عمدۃ الاحکام ج ۲ ص ۱۷۰ - ائمہ دین کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ قربانی شعار دین میں سے ہے۔

۵ - علامہ عبدالرحمان جزیری لکھتے ہیں۔ تمام مسلمانوں کا قربانی کی مشروعیت پر اجماع ہے۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ج ۱ ص ۷۱۶۔

۶ - سید محمد سابق مصری لکھتے ہیں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اور تمام مسلمان کرتے رہے ہیں۔ اور اس کی مشروعیت پر امت کا اجماع ہو چکا ہے فقہ السنۃ (ج ۳ ص ۲۷۴)

ان تصریحات سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ قربانی سنت مؤکدہ شعار دین اور شرائع اسلام میں سے ہے اور سلف سے لے کر آج تک کسی اہل علم کو اس کی مشروعیت کے بارے میں نہ صرف کوئی غلط فہمی پیدا نہیں ہوئی بلکہ اس کی مشروعیت پر سب کا اتفاق ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

مغالطہ ۱۔ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں۔ امام ابن حزم نے اعلان کیا کہ قربانی کے متعلق تمام احادیث ضعیف ہیں۔

امام ابن حزم کا نظریہ :۔ جواب :۔ یہ امام ابن حزم ایسے جلیل القدر امام اور محدث پر صریح بہتان عظیم ہے کہ انہوں نے قربانی کے متعلق تمام احادیث ضعیف کہہ دیا ہے جیساکہ ان کی دو کتاب محلی ابن حزم کی کتاب الاضاحی پروفیسر صاحب کے اس اِدّعاء کی تکذیب و تردید کے لیے شاہد عدل ہے المحلی کی کتاب الاضاحی ج ۷، ص ۳۵۵ تا ۳۸۸، اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ آپ نے ان چونتیس صفحات میں اپنے مخصوص علمی اسلوب اور محدثانہ انداز میں قربانی کے ستر ہ احکام و مسائل پر زور دار بحث فرمائی ہے۔ اس علمی بحث میں آپ نے قربانی کے بعض مسائل میں آئمہ اربعہ اور محدثین کے موقف سے اختلاف کرتے ہوئے اپنا موقف علیحدہ اختیار کیا ہے اور اپنے موقف کے اثبات میں جابجا احادیث صحیحہ سے استدلال فرمایا ہے۔ پوری بحث قابل قدر اور دیدنی ہے۔ چند مثالیں یہ ہیں۔

۱۔ مسئلہ :۔ احناف کے ہاں کھیرے مینڈھے کی طرح کھیرے بکرے کی قربانی جائز ہے اور جمہور

علماء کے نزدیک مینڈھے اور بکرے کا دو دانتا ہونا ضروری ہے تاہم دو دانت نہ ملنے پر جمہور صرف کھیرے مینڈھے کی قربانی کے قائل ہیں کھیرے بکرے کی قربانی کے قائل نہیں۔ جب کہ امام ابن حزم کے نزدیک بوقت مجبوری بھی کھیرا جانور قربانی کرنا جائز نہیں نہ بکرا اور نہ مینڈھا۔ وہ دو دانت جانور کی شرط عائد کرتے ہیں۔ چنانچہ احناف اور جمہور کے خلاف حجت قائم کرتے ہوئے صحیحین کی درج ذیل احادیث صحیحہ سے استدلال کرتے ہیں۔

۲۔ براء بن عازب کہتے ہیں کہ میرے خالو ابو بردہؓ نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی ذبح کر ڈالی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک قربانی اور ذبح کرو۔ تو میرے خالو نے عرض کیا کہ حضرت! اب تو میرے پاس ایک کھیری بچھیا ہے جو دو بکریوں سے بڑھ کر ہے۔ آپ نے فرمایا چلو وہی ذبح کر دو، لیکن کھیرا مینڈھا آپ کے بعد کسی اور کے لیے کفایت نہیں کرے گا۔ محلی ابن حزم ج ۷ ص ۳۶۲۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۵۴، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۲ و صحیح مسلم ج ۲ ۱۵۵۲۔

مسئلہ ۲ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قربانی کو واجب کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ کہ جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کرے تو وہ ایک اور قربانی ذبح کرے امام ابن حزم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس استدلال سے اختلاف کرتے ہوئے نفس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ محلی ج، ص ، ۳۵۔

مسئلہ ۳ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ مسافر اور حاجی کو قربانی کی چھوٹ دیتے ہیں۔ جبکہ امام ابن حزم مسافر اور حاجی کے لیے بھی قربانی کو سنت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ امام ابو حنیفہؒ کے مسلک پر نکیر کرتے ہوئے اپنے مؤقف کے ثبوت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث لائے ہیں جو صحیح بخاری میں مروی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب ہم حجۃ الوداع سے واپسی پر سرف کے مقام پر فروکش تھیں تو میرے پاس گائے کا ڈھیر سارا گوشت لایا گیا۔ تو میں نے پوچھا یہ گوشت کیسا ہے۔ تو لانے والوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی دی ہے۔ محلی ابن حزم ج ، ص ۳، ۳ و صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۳۲

لہٰذا ثابت ہوا کہ حاجی اور مسافر کے لیے بھی قربانی سنت ہے۔ اسی طرح اور مسائل میں بہت سی صحیح احادیث لائے ہیں۔ جنہیں اختصار کے پیش نظر قلمزد کیا جاتا ہے۔ غرضیکہ ان پانچ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ پروفیسر صاحب کے اس ادعاء میں پشہ کے پر کے برابر بھی صداقت نہیں کہ امام ابن حزم نے قربانی کے متعلق تمام احادیث کو ضعیف کہا ہے۔ ہاں آپ نے ان پانچ

احادیث کو ضرور ضعیف کہا ہے۔ جن کے قائلین وجوب نے وجوب قربانی پر استدلال کیا ہے۔ اور آپ ان احادیث کو ضعیف کہنے میں متفرد بھی نہیں ہیں۔ دوسرے تمام محدثین شارحین حدیث اور آئمہ جرح و تعدیل نے بھی ان احادیث کو یا تو ضعیف قرار دیا ہے یا پھر وجوب کے استدلال سے اختلاف کیا ہے ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۱۰ ص ۳،۲، سبل السلام ج ۴ ص ۹۱، اور نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۲۶۔ ویسے امام شوکانی کا اپنا رجحان قربانی کے وجوب کی طرف ہے۔ تفصیل آگے اپنے مقام پر آرہی ہے۔

وضاحت:۔ ان پانچ احادیث کو ضعیف کہنے کا یہ مطلب ہونا صحیح نہیں کہ امام ابن حزم سرے سے ہی قربانی کے قائل نہیں جیسا کہ پروفیسر صاحب نے قارئین کو یہ غلط تاثر دینے کی کوشش فرمائی ہے کیونکہ امام موصوف نہ صرف قربانی کو سنت مانتے ہیں بلکہ یہ ان کے نزدیک سنت حسنہ ہے فرماتے ہیں۔ الاضحیۃ سنۃ حسنۃ محلی شروع کتاب الاضاحی ج ۷، ص ۳۵۵ کہ قربانی سنت حسنہ یعنی سنت مؤکدہ ہے اور جمہور علماء کا بھی یہی مذھب ہے جیسا کہ نووی ج ۲ ص ۱۵۳ عمدہ القاری للعینی الحنفی ج ۱۔ ص ۴۴ اور فتح الباری ج ۱۰ ص ۲، ۳ پر مرقوم ہے۔ یعنی جمہور اور امام ابن حزم کے مذہب میں صرف لفظی فرق ہے۔ جمہور قربانی کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں جبکہ امام صاحب اسی مفہوم کو سنت حسنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

ایک غلطی کا ازالہ:۔ پروفیسر صاحب نے امام ابن حزم کے حوالہ سے حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ کو گمنام شخصیت لکھا ہے جو صحیح نہیں۔ کیونکہ حضرت مخنف رضی اللہ عنہ صحابی ہیں لہٰذا امام ابن حزم ایسا راسخ العلم اور وسیع المطالعہ شخص انہیں کس طرح گمنام شخصیت لکھ سکتا ہے اصل واقعہ یہ ہے آپ نے ان کے بیٹے حبیب بن مخنف کو گمنام شخصیت لکھا ہے لہٰذا پروفیسر صاحب اور ان کے فاضل مترجم ایم اشرف صاحب اپنا ریکارڈ درست کرلیں تاکہ انہیں پھر کبھی یہ سبکی نہ ہو۔

مغالطہ ۱۳:۔ ان فقہاء نے اپنے مؤقف کی تائید میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے عملی کردار سے بھی مدد لی ہے۔ ان کے نزدیک اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو قربانی کا حکم فرمایا ہوتا تو وہ کبھی اس حکم کی تعمیل میں ہچکچاہٹ نہ کرتے۔

ایک اور مغالطہ:۔ ہمارے فاضل پروفیسر صاحب نے اپنے اس مغالطہ میں دو دعوے کئے ہیں (۱) کچھ فقہاء ایسے بھی ہیں جو قربانی کے قائل نہیں۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قربانی کا حکم نہیں دیا تھا۔

جواب ۱۔ ان کا یہ دعویٰ کہ بعض فقہاء قربانی کے قائل نہیں۔ نرا مغالطہ اور سراسر خلاف واقعہ ہے کیونکہ ہمارے علم و مطالعہ کے مطابق تمام فقہاء اسلام قربانی کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ اگر ان کو اپنے اس ادعا پر ناز ہے تو پھر ہمیں بھی بتلائیں کہ وہ فقہاء کون ہیں؟ کتنے ہیں؟ سنی ہیں یا شیعہ ہیں، سنی ہیں تو فقہاء اہل حدیث میں سے ہیں۔ یا فقہاء مذاہب اربعہ میں شمار ہوتے ہیں؟ اور اگر شیعہ ہیں تو کونسے ہیں؟ ان کا علمی چوکٹا کیسا ہے؟ اور ان کا وہ کون سا فقہی سرمایہ ہے؟ جس میں انہوں نے قربانی کی مشروعیت سے انکار یا اختلاف کیا ہے۔ تاکہ ہم بھی ان کی تحقیق سے روشناس ہو سکیں مگر۔ ہم جانتے ہیں تم کو اور تمہاری زبان کو ... وعدوں ہی میں گزارو گے موسم بہار کا

یہاں اس پر اکتفا کرتے ہیں۔ اس کا تفصیلی جواب دوسرے دعویٰ کے جواب کے ضمن ملاحظہ فرمائیے۔

جواب دعویٰ ثانی:۔ یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو قربانی کا حکم نہیں دیا تھا بوجوہ باطل ہے۔ اوّل اس لیے کہ یہ دعویٰ قرآن مجید کی نصوصِ صریحہ کے خلاف ہے ثانی اس لیے کہ یہ ان احادیث کثیرہ محکمہ کے خلاف ہے جو کتب صحاح میں صحیح اور متصل اسانید کے ساتھ بہت سے صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں جو یہ تصریح کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کی قربانی کا صحابہ کو حکم دیا خود مسلسل دس سال سفر و حضر میں اس پر عمل فرمایا اور امت میں اس کو سنت اسلام کی حیثیت سے جاری فرمایا۔ ثالث یہ دعویٰ ان احادیث مرفوعہ متصلہ کے بھی خلاف ہے جو عہد صحابہ میں قربانی کے عام رواج اور شیوع پر دلالت کرتی ہیں۔ اب ان تینوں کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

بقیہ: درس قرآن

آپ کی میراث ہے۔ الحکمۃ ضالۃ المومن فاذا وجدھا فھو احق بھا) لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس صورت میں ملتِ اسلامیہ ان کی نقال میں کشش نہ محسوس کرنے لگے یا جزیہ کی حد تک ان کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنی قوم احساس کمتری میں مبتلا نہ ہونے پائے۔ بہرحال مجموعی لحاظ سے اللہ تعالٰے نے ملتِ اسلامیہ کی یوں جھولی بھر دی ہے کہ اس کے بعد کسی دوسری طرف دیکھنے یا لپکنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ باقی رہا نظامِ زیست کی حیثیت سے کسی دوسری قوم کی محتاجی؛ صرف بدگمانی کی بات ہے یا بے خبری کی، ورنہ یہاں ہر پہلو میں کوثر کی فراوانی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک)